امام رازی کا بیانِ فضائل النبی ﷺ : مفاتیح الغیب میں تفسیرِ سورۃ الکوثر کا خصوصی مطالعہ

(*Al-Rāzī* on the Virtues of the Prophet (ﷺ): A Study of his Commentary on *Sūrah al-Kawthar* in "*Mafatīḥ al-Ghaib*")

Nazar Farid Ahmad

Doctoral Candidate Ḥadīth & Seerah, AIOU, Islamabad

Dr. Muhammad Sajjad

Associate Professor/ Chairman Department of Interfaith Studies, AIOU, Islamabad

Abstract

Number of *Qur'ānic* verses contain the accounts of the virtues of prophet Muhammad(ﷺ). While reading these verses, commentators of the Quran highlight Muhammad's specific rank among prophets; his holiness and his status in the hearts and eyes of the Muslims. This article studies in this regard the efforts of *Fakhr al-Dīn al-Razī (d. 606AH)* in his remarkable *tafsīr al-Kabīr* (also known as *Mafātīh al-Ghaib*), while interpreting the shortest *Qur'ānic* chapter *Sūrah al-Kawthar*. It finds that *al-Rāzī* in his commentary on referred *Sūrah*, presenting the traditional and rational arguments, has described the virtues of the Prophet in great detail and with inordinate respect. He proves that Allah Almighty has raised the rank of Prophet Muhammad (ﷺ) over all his other prophets.

Key Words: Prophet Muhammad, virtues, *tafsīr*, *al-Rāzī*

تمہید

علمائے اسلام نے فضائل النبی پر مستقل تصانیف، رسائل اور سیرت کی کتب کے ابواب میں مفصل کلام کرنے کے ساتھ ساتھ قرآن حکیم کی متعدد سورتوں اور آیات کی تفسیر میں بھی رسول اکرم ﷺ کے فضائل ذکر کیے ہیں۔ کلاسیکی

تفاسیر قرآن میں اس حوالے سے امام فخر الدین الرازی[1] کی تفسیر مفاتیح الغیب بہت اہم اور نمایاں تفسیر ہے۔ ارشادِ ربانی {أُولئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُداهُمُ اقْتَدِهْ قُلْ لا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْراً إِنْ هُوَ إِلاَّ ذِكْرى لِلْعالَمِينَ}[2] سے استدلال کرتے امام صاحب نے لکھا کہ: "احتج العلماء بهذه الآية على ان رسولنا افضل من جميع الانبياء عليهم السلام "[3]، کیونکہ آیت مذکورہ سے قبل دیگر جلیل القدر انبیا و رسل کا اوصاف حمیدہ کے ساتھ ذکر فرمایا اور آخر میں حضور ﷺ کو یہ حکم دیا کہ ان کی ذواتِ مطہرہ میں جو بھی فرداً فرداً اوصاف ہیں ان سب کو اپنی ذات کے اندر جمع فرمالیجیے۔ سابقہ انبیا، جن کو اللہ نے ہدایت دی ان کی اقتدا کا آپ ﷺ کو حکم ہوا اور یہ چیز ان سے آپ کے مرتبے کو کم نہیں کر رہی، بلکہ یہ لازم کر رہی ہے کہ آپ کا مرتبہ ان تمام سے اعلیٰ و افضل ہے۔[4] امام صاحب نے متعدد مقامات پر نقلی و عقلی دلائل سے آپ ﷺ کی تمام انبیا پر فضیلت کا اثبات کیا ہے، جن میں مفاتیح الغیب میں سورۃالکوثر کی تفسیر بہت اہم ہے۔ اس مقالے میں اس کے اہم مباحث کا خلاصہ پیش کیا جا رہا ہے۔

شانِ نزول

سورۃالکوثر کے شانِ نزول کے بارے میں مختلف اقوال ہیں، جن میں مشہور قول یہ ہے کہ آپ ﷺ مسجد سے نکل رہے تھے اور عاص بن وائل سہمی داخل ہو رہا تھا اس نے آپ ﷺ سے گفت گو کی۔ سرداران قریش (جو کہ مسجد میں پہلے ہی تھے) نے اس سے پوچھا! یہ کون تھے جن سے تو گفت گو کر رہا تھا؟ کہنے لگا: "یہ ابتر ہے اس کا کوئی بیٹا نہیں جو اس کا جانشین ہو، جب ان کا وصال ہوگا تو ان کا ذکر ختم ہو جائے گا اور اس سے پہلے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ کا وصال ہو چکا تھا۔[5] یہ انھوں نے آپس میں گفت گو کی، مگر اللہ تعالیٰ نے اسے ظاہر کر دیا اور یہ بھی ایک اعزاز ہے۔ یہ عقبہ بن ابی معیط کے بارے میں آئی کیونکہ اس نے آپ کو ابتر کہا۔ ممکن ہے ان تمام کفار نے یہ بات کی ہو کیونکہ وہ آپ ﷺ کے بارے میں اس سے بھی بدتر بات کہہ دیا کرتے تھے۔ لیکن عاص بن

---

[1] آپ کا پورا نام محمد بن عمر بن الحسین بن الحسن بن علی فخر الدین ابو عبداللہ القرشی البکری التیمی طبرستانی [1]12ہے3۔ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان، تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام، تحقیق: ڈاکٹر بشار عوّاد معروف (بیروت: دار الغرب الاسلامی، 2003ء)، 137:13۔

[2] الانعام 90:6۔

[3] ابو عبداللہ محمد بن عمر بن الحسن بن الحسین التیمی الرازی الملقب بفخر الدین الرازی خطیب الری، مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر، بیروت: دار إحياء التراث العربي، 1420ھ)، 56:13۔

[4] الرازی، مفاتیح الغیب 57:13۔

[5] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، مقاتل رضی اللہ عنہ، کلبی رضی اللہ عنہ اور اکثر اہل تفسیر کی رائے کے مطابق۔

وائل اس بات پر زیادہ زور دیتا تھا۔اسی وجہ سے مشہور روایات میں ہے کہ اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

فضائل النبی اور "کوثر"

مختلف مفسرین کی آرا کے مطابق "الکوثر" کے 26 سے زائد معانی ہیں۔امام رازی کے ہاں "کوثر" کے متعدد معانی و مفاہیم ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ اس سے مراد جنت کی نہر ہے۔یہ تفسیر سلف اور خلف کے ہاں مشہور و معروف ہے۔حضرت انس سے روایت ہے کہ "رسول اللہ نے فرمایا: "میں نے جنت میں ایک نہر دیکھی جس کے کناروں پر خوبصورت جواہرات سے بنے ہوئے قبے تھے۔میں نے اس نہر کے پانی میں ہاتھ ڈالا تو وہ کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔میرے استفسار پر بتایا گیا کہ یہ کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطافرمایا ہے۔" 2۔ اس سے مراد آپ ﷺ کی اولاد اطہار میں برکت ہے، مفسرین کرام کے مطابق یہ سورۃ جو آپ پر عدم اولاد کے طعن کرنیوالوں کے رد میں نازل ہوئی،اس کا معنیٰ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی نسل عطافرمائی جو آخری عہد تک باقی رہے گی۔اگر ہم غور کریں کہ کس قدر اہل بیت کو شہید کیا گیا مگر دنیا آج بھی ان سے بھری ہوئی ہے، جب کہ بنوامیہ سے آج کوئی قابل ذکر شخصیت موجود نہیں۔پھر یہ بھی دیکھیے کہ آپ کی نسل پاک میں کتنے اکابر علماے کرام ہوئے۔مثلاً امام باقر، امام جعفر صادق، امام موسیٰ کاظم، امام موسیٰ رضا، امام نفس ذکیہ [6] وغیرھم۔[7] 3۔ کوثر سے مراد، علمائے امت ہیں۔یہ بھی خیر کثیر ہے کیونکہ یہ انبیائے بنی اسرائیل کے انبیا کی طرح ہیں اور یہ رسول اللہؐ کے ذکر سے محبت کرتے ہیں آپ کے دین کے آثار اور شریعت کے احکامات کو پھیلاتے ہیں۔وجہ تشبیہ کہ جس طرح حضرات انبیاے کرام معرفتِ الٰہیہ کے اصولوں پر متفق اور شریعت میں مختلف تھے، اس طرح علماے امت بھی اصول پر متفق ہیں۔ رسول اللہ کی فضیلت کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ روایات میں آیا ہے کہ قیامت کے روز انبیاے کرام اور ان کی امتوں کو لایا جائے گا تو بعض رسولوں کے ساتھ ایک یا دو امتی ہوں گے اور آپ کی امت میں سے ایک عالم کو بلایا جائے گا، جس کے ساتھ ہزاروں لوگ ہوں گے۔انھیں سرور عالم کے پاس جمع کیا جائے گا۔دوسرے یہ کہ بعض علما کے متبعین ہزار انبیا کے متبعین سے بڑھ کر ہوں گے۔حضرات انبیاے کرام وحی کے نصوص پر عمل کی وجہ سے تمام مصیب ٹھہرے اور حضور ﷺ کی امت کے علما بھی استنباط اور اجتہاد میں مصیب ٹھہرے۔اگر کسی مجتہد سے خطا ہو بھی گئی تو اس پر اسے اجر عطا کیا گیا۔ 4۔ کوثر سے مراد نبوت ہے اور نبوت ایمان کا حصہ ہے۔بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کے معاملے میں درخت کی شاخ کی مثل ہے، کیونکہ معرفت نبوت سے پہلے اللہ کی ذات، اس کا علم، قدرت اور حکمت کا جاننا ضروری ہے۔پھر جب نبوت کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے تو اس سے بقیہ صفات باری تعالیٰ کا حصول ہو جاتا ہے۔ 5۔اس کے خیر کثیر ہونے میں کوئی شک نہیں۔کیونکہ

---

[6] الرازی، مفاتیح الغیب، 32:313۔

[7] جب کہ امام بیضاوی اپنی تفسیر میں (الکوثر) سے مراد (اولادِ رسول) لیتے ہیں: البیضاوی، التنزیل و اسرار التاویل، مخطوط ص 1156۔

ربوبیت کے بعد اطاعت {مَّنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اَطَاعَ اللهَ} [8] کا درجہ ہے۔ کوثر سے مراد قرآن پاک ہے جس کے فضائل ان گنت ہیں۔ [9] 6۔ کوثر، سے مراد اسلام ہے۔اللہ کی قسم یہ بھی خیر کثیر ہے ، کیونکہ اس کے ذریعے دنیا اورآخرت دونوں کی خیر حاصل ہوتی ہے۔اسلام سراپا معرفت ہے، یاایسی چیز جس کا تعلق معرفت سے ہے۔ارشاد ربانی {وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْراً كَثِيْراً} [10] کی رُو سے اسلام خیر کثیر ہے تو یہ کوثر ہی ٹھہرا۔ حضور ﷺ کے ساتھ اسلام کو مخصوص اس لیے کیا گیا، جب کہ آپ کی نعمتیں تمام کو شامل کہ اسلام آپ کی ہی وجہ سے دوسروں کو پہنچا ہے۔لہٰذا آپ کی ذات اس میں اصل کا درجہ رکھتی ہے۔7۔ کوثر سے مراد متبعین اور امت کی کثرت ہے اور بلا شبہ آپ ﷺ کے متبعین کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی دُعا ہوں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔روز قیامت میری شفاعت قبول کی جائے گی ،اسی طرح آقا علیہ السلام کا قیامت کے روز انبیاے کرام میں تشریف فرما ہونے پر لوگوں کے ایک بڑے گروہ، پھر اس سے دوگنا اور تین گنا بڑے گروہوں کے سامنے لائے جانے پر ان کے چہروں پر آثار وضو کی چمک دیکھ کر ہر نبی کا ان کو اپنی امت میں شامل ہونے کی آرزو کرنا۔جب کہ وہ آقا علیہ السلام کی امت میں سے ہوں گے ،جواب میں اللہ رب العزت کا انھیں بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل فرمائے گا۔ حالانکہ اس سے پہلے لوگوں میں سے کوئی بھی وہاں داخل نہ ہوگا، توضروری تھا کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس عظیم نعمت کا تذکرہ {اِنَّآ اَعْطَيْنٰکَ الْكَوْثَرَ} کی صورت میں کیا جاتا۔8۔ کوثر سے مراد آپ میں پائے جانے والے فضائل کثیر ہیں اور اس پر امت کا اتفاق ہے کہ آپ تمام انبیاے کرام میں افضل واعلیٰ ہیں۔مفضل بن سلمہ کے نزدیک سخی اور کثیرالخیر شخص ''رجل کوثر'' کہلاتا ہے۔جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس قدر عظیم فضائل سے نوازا تو اس نعمت عظیم کا ذکر بھی {اِنَّآ اَعْطَيْنٰکَ الْكَوْثَرَ} کی صورت میں کیا۔9۔ کوثر سے مراد رفعت ذکر ہے۔ 10۔اس سے مراد علم ہے جو کہ خیر کثیر ہے ۔ارشادِ ربانی {وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْکَ عَظِيْما} [11] کی رو سے آپ کو وہ سکھادیا جو آپ نہ جانتے تھے اور یہ اللہ کا آپ پر بڑا فضل ہے) پھر آپ کو {وَقُل رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْماً} [12] کی صورت میں طلب علم کا حکم دے کر حکمت کو {وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْراً كَثِيْراً} [13] خیر کثیر قرار (بھلائی) قرار دیا۔ 11۔کوثر سے مقام

---

[8] النساء 80:4۔

[9] الکھف 109:18۔

[10] البقرۃ 269:2۔

[11] النساء 113:4۔

[12] طٰہ 114:20۔

[13] البقرۃ 269:2۔

محمود مراد ہے اور یہی درجہ شفاعت ہے۔ دنیا میں آپ کو {وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِم}[14] سراپا رحمت قرار دے کر آخرت کے حوالے سے فرمایا[شفاعتی لاهل الکبائرمن امتی]یعنی میری امت کے اہل کبائر کے لیے میری شفاعت ہے۔ سیدنا ابوہریرہ سے ہے رسول اللہ نے فرمایا " ہر نبی کے لیے مقبول دُعا ہے[وانی خبأت دعوتی شفاعة لامتی یوم القیامة]"اور میں نے شفاعت امت کے لیے اپنی دُعا روزِ قیامت کے لیے محفوظ رکھی ہوئی ہے۔"12۔ کوثر سے مراد یہی سورۃ ہے، اس لیے کہ یہ مختصر ہونے کے باوجود تمام منافع دنیا و دین کو شامل ہے اور اس لیے بھی کہ یہ ان وجوہات کی بنا پر معجزہ ہے: ایک یہ جب کوثر کو کثرت متبعین اور کثرت اولاد پر محمول کریں گے تو عدم انقطاع نسل غیبی خبر ہے اور اس کے مطابق ہوا تو یہ سورۃ معجز قرار پائے گی۔ دوسرے فرمان {فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَر} ازالہ فقر کی طرف اشارہ ہے یہاں تک کہ آپ قربانی کے لیے قادر ہو جائیں گے اور یہی ہوا اور یہ بھی غیبی خبر ٹھہری۔ تیسرے یہ کہ ارشاد ربانی {اِنَّ شَانِئَكَ هوَ الْأَبْتَرُ} کے مطابق یہی ہوا اور یہ سورۃ معجز ٹھہری۔ چوتھے یہ کہ سب سے چھوٹی سورۃ ہونے کے باوجود مخالف اسکے معارضہ سے عاجز ٹھہرے تو اس سے کمال قرآن میں اعجاز سامنے آیا تو وہ تمام قرآن کا معارضہ تو بطریق اولیٰ نہ کر پائیں گے۔ لہٰذا یہ اس کے ثبوت اعجاز کے ساتھ ساتھ توحید اور معرفت صانع اور نبوت و اسلام کا بھی ثبوت ہے۔13۔ لفظ کثرت کثیر کو شامل ہے۔ حضرت ابنِ عباس سے منقول ہے کہ کوثر سے اللہ کی طرف سے حضور ﷺ پر ہونے والی تمام نعمتیں مراد ہیں۔ اسی طرح حضرت سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ جب انھوں نے حضرت ابنِ عباس سے یہ قول نقل کیا تو کسی نے کہا کہ لوگ تو کہتے ہیں کہ یہ جنتی نہر ہے تو حضرت سعید بن جبیر نے کہا کہ جنتی نہر بھی اس خیر کثیر میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی۔[15] 14۔ کوثر سے مراد خُلق حسن ہے۔ اہل علم کہتے ہیں کہ خُلق حسن سے نفع کثیر ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی شان اقدس بھی یہی ہے کہ آپ اجنبی لوگوں کے لیے بھی والد کی طرح تھے۔ ان کی مشکلات حل فرماتے، انکے مصائب کا ازالہ فرماتے تو آپ کا اخلاق حسنہ اس درجہ پر تھا کہ لوگوں نے جب دندان مبارک شہید کیے تو آپ نے یہ دُعا فرمائی۔[اللھم اھدقومی فانھم لایعلمون]-[16]

امام رازی نے "فَصَلِّ" کے مختلف ممکنہ مفاہیم بیان کیے ہیں جن میں ایک قول کے مطابق "فَصَلِّ" سے مراد نماز کا حکم (یہی قول نماز اولیٰ ہے)[17] جبکہ ایک قول کے مطابق اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے۔ کیونکہ یہ مفہوم عرف شرع کے زیادہ قریب ہے۔ فَصَلِّ لِرَبِّكَ، فصل اللہ سے ابلغ ہے۔ کیونکہ لفظ 'رب 'سابقہ تربیت کی طرف اشارہ ہے، جس کا ذکر "اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ" میں آیا اور اس میں مستقبل کے حوالے سے تربیت کا وعدہ بھی ہے۔ مشرکین کی نمازیں اور قربانیاں بتوں کے لیے

---

[14] الانفال 33:8۔

[15] الرازی، مفاتیح الغیب، 314:32۔

[16] الرازی، مفاتیح الغیب، 315:32۔

[17] حضرت مجاہد اور حضرت عکرمہ کے قول کے مطابق "فَصَلِّ لِرَبِّكَ" کا مفہوم یہ ہے کہ اپنے رب کا شکر ادا کرو۔

ہوتی تھیں۔ یہاں یہ حکم دیا کہ ان دونوں اعمال کو صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر کرو۔ارشاد گرامی "وَ انْحَرْ "میں دو اقوال ہیں۔ اکثر مفسرین نے کہا کہ اسے قربانی پر محمول کرنا ہی اولیٰ ہے، جب کہ دوسرے قول کے مطابق اس سے نماز کے افعال مراد ہیں۔ حضرت علی سے مروی ہے کہ اس سے مراد نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنا ہے۔ شیخ واحدی کا کہنا ہے کہ ان تمام اقوال کی اصل نحر بمعنیٰ صدر ہے۔اونٹ کے ذبح کو نحر کہا جاتا ہے کیونکہ جائے نحر اس کے سینے میں ہوتی ہے۔ لفظ 'نَحَر' 'کا استعمال دیگر معانی مذکورہ کے بجائے قربانی میں زیادہ ہے، لہٰذا میں کلام الٰہی میں اسے اس پر محمول کرنا لازم ہے۔

سورۃالکوثر کے ذریعے رسول مکرم ﷺ کے فضائل کا بیان

اس سورت مبارکہ کے لطائف میں اہم فائدہ یہ ہے کہ ہر کافر نے حضور ﷺ کو مختلف الفاظ سے بُرا کہا کسی نے لاولد کہا، کسی نے کہا کہ ان کا ناصر کوئی نہیں، کسی نے کہا کہ ان کا ذکر باقی نہیں رہے گا،اللہ تعالیٰ نے آپ کی ایسی مدح فرمائی کہ جس میں تمام فضائل داخل ہوگئے۔ارشاد {اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَر} [18] کے تحت امام رازی لکھتے ہیں کہ [لانه لمالم يقيد ذلک الكوثربشيئ دون شيئ لاجرم تناول جميع خيرات الدنيا ولاخرة]لفظ کوثر کے ساتھ کسی قید کااضافہ نہیں کیا لہٰذا یہ دنیااور آخرت کی تمام خیرات کو شامل ہے۔ابتداً انعامات کے اضافہ کی ضمانت دی پھر سورت کے آخر میں آپ کا دفاع اور دشمنوں کے قول کو باطل فرمایا۔اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ افاضہ انعامات میں اول ہے اور دنیاوآخرت کی نعمتوں کی تکمیل کے لحاظ سے آخر ہے۔ امام رازی { اِنَّآاَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَر} کی تفسیر میں فضائل النبی ﷺ میں کمال اسلوب اختیار کرتے ہیں۔یعنی اس میں رسول پاک ﷺ کی انبیاے کرام علیہم السلام پر کتاب اور معجزات کے ذریعے فضیلت کو اجاگر کرنے کے ساتھ ، رسول اللہ ﷺ کے دیگر فضائل و معجزات کا ذکر کیا ہے۔نیز ربط بین السور اور نبی پاک کے لیے اللہ تعالیٰ کے خاص انعام کو لفظ " عطا" کی لغوی تشریح کے ذریعے انبیا کرام علیہم السلام پر فضیلت کو اجاگر کیا ہے۔

سورۃالکوثر کے روحانی پہلو

مقالہ کی ابتدا میں سورۃالانعام کے حوالہ سے امام رازی کے قول پر رسول اللہ ﷺ کی انبیا علیہم السلام پر جس فضیلت کا ذکر کیا گیا ہے، ان کے لیے اللہ رب العزت نے آ ﷺ کی مسلسل تربیت اور نگرانی کا بندوبست فرمائے رکھا اور رسول مکرم ﷺ کو اپنے حضور میں بلند مقام پر فائز فرمانے کے لیے اور آپ کے ذریعے متبعین کے درجات کو بلند کرنے کے لیے ان کے لیے سلوک کی راہیں متعین فرمائیں۔ سورۃالکوثر کے روحانی پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہوئے امام رازی بیان کرتے ہیں کہ اس سورت کے لطائف میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سالکوں کے تین درجات ہیں :

1۔ پہلا درجہ یہ ہے کہ ان کے دل اورارواح اللہ تعالیٰ کے نورجلال میں مستغرق ہوتے ہیں۔ {اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَر} کی صورت میں مقام اول کی طرف اشارہ ہے۔وہ یوں کہ آپ ﷺ کی روح مقدسہ باقی ارواح بشریہ کی

---

18 سورۃالکوثر 1:108۔

نسبت، کمیت اور کیفیت میں ممتاز ہے۔ کمیت میں اس لیے کہ وہ تمام مقدمات میں آگے ہے اور کیفیت میں اس لیے کہ وہ مقدمات سے نتائج کی طرف تمام ارواح سے جلدی منتقل ہونے والی ہے۔[19] 2۔ راہ سلوک کے مسافر چونکہ طاعات اور عبادات بدنیہ میں مصروف ہوتے ہیں۔ فَصَلِّ لِرَبِّکَ کی شکل میں آپؐ کے دوسرے مرتبہ کی طرف اشارہ ہے۔3۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ اس مقام پر ہوں کہ نفس کو لذات حسیہ اور شہوات عاجلہ سے روکنے والے ہیں۔ {وَانْحَرْ} تیسرے مرتبہ کی طرف نشان دہی کرتا ہے کیونکہ نفس کو لذات عاجلہ سے روکنا، یہ نحر اور ذبح کا درجہ ہی رکھتا ہے۔ پھر { اِنَّ شَانِئَکَ ہُوَالْاَبْتَرُ} فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ نفس جو تمھیں ان محسوسات اور شہوات عاجلہ کی دعوت دیتا ہے وہ سب کی سب فنا ہونے والی ہیں، اور آپ کے رب کے ہاں باقیات صالحات ہی بہتر ہیں اور وہ سعادات روحانیہ اور معارف ربانیہ ہمیشہ باقی رہنے والی ہیں۔ پھر آپ کو تمام طاعات کا وصال تک حکم دیا کیونکہ طاعت یا تو بدنی ہو گی یا قلبی۔ بدنی طاعت میں دو چیزیں افضل ہیں۔ اسلیے کہ طاعت بدن نماز ہے اور طاعت مال زکوۃ ہے۔ جب کہ طاعت قلبی سے مراد یہ ہے کہ ہر عمل خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہو۔ لِرَبِّکَ، کلام اسی کیفیت کو سمجھا رہا ہے۔ پھر یہ بھی آشکار کیا کہ طاعت قلبی، طاعت بدن کے بعد ہی حاصل ہو گی۔ لہٰذا ذکر میں طاعت بدن کو مقدم کر دیا، فصل اور لام کو مؤخر کر دیا جو طاعت قلبی پر دال ہے۔ تاکہ اہل اباحت کا مذہب غلط ہو جائے کہ بندہ طاعت قلبی کی وجہ سے ظاہری طاعت سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ یہ لام اس مذہب کے بطلان پر شاہد ہے اور اس پر بھی کہ عمل میں اخلاص ضروری ہے۔ پھر لفظ رب انجام کے اعتبار سے آپ کے اعلیٰ مقام کی نشان دہی کر رہا ہے، گویا فرمایا "میں آپ کے وجود سے پہلے آپ کی تربیت کر رہا ہوں، تو آپ کی طاعات پر ہمیشگی کے بعد آپ کی تربیت میں کیسے ترک کر دوں گا؟

رسول اللہ ﷺ کی انبیا پر مختلف حوالوں سے فضیلت

کتاب کے ذریعے سے فضیلت

حضرت آدم علیہ السلام نے ارشاد باری تعالیٰ {فَتَلَقّٰی آدَمُ مِن رَّبِّہٖ کَلِمَاتٍ}[20] کی رُو سے اپنے رب سے کچھ کلمے سیکھ لیے تھے، اس لیے ان کی کتاب ''کلمات'' تھی۔ اسی طرح سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو {وَاِذِابْتَلٰی اِبْرَاہِیْمَ رَبُّہٗ بِکَلِمَاتٍ}[21] کے تحت اللہ رب العزت نے کچھ باتوں سے آزمایا تو ان کی کی کتاب بھی ''کلمات'' قرار پائی۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی کتاب {صُحُفِ اِبْرَاہِیْمَ وَموسیٰ}[22] کے ضمن میں صحیفہ قرار پائی۔ نبی

---

[19] الرازی، مفاتیح الغیب، 316:32۔

[20] البقرۃ 37:2۔

[21] البقرۃ 124:2۔

[22] الاعلیٰ 19:87۔

کریم ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب "قرآن مجید" {وَمُهَيْمِناً عَلَيْهِ} "[23] کی رُو سے تمام کتابوں کی محافظ اور ان پر گواہ ہے۔سید نا آدم علیہ السلام نے متفرق اسما کے ذریعے الفاظ {فَقَالَ اَنبِئُونِیْ بِاَسْمَآءِ ہٰؤُلاءِ اِن کُنتُمْ صَادِقِیْن} [24] سے چیلنج فرمایا کہ (فرمایا! سچے ہو توان کے نام بتاؤ) جبکہ نبی کریم ﷺ کے ذریعے قرآنی نظم کی صورت میں یوں {قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَى اَن يَأْتُواْ بِمِثْلِ ہٰذَا الْقُرْآنِ} [25] چیلنج فرمایا کہ (تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں تو اس قرآن کی مانند لے آئیں۔)

معجزات کے ذریعے فضیلت

اللہ پاک نے سید نا نوح علیہ السلام کو یوں عزت و شرف بخشا کہ ان کی کشتی کو پانی پر کھڑا فرمایا لیکن نبی کریم کو تو اس سے بھی بلند مقام عطا فرمایا۔مثلاً:آپ ﷺ پانی کے کنارے کھڑے اور وہاں عکرمہ بن ابو جہل بھی کھڑا تھا کہنے لگا: اگر آپ سچے ہیں تو دوسری طرف سے پتھر کو بلائیں جو تیرتا ہوا آئے اور نہ ڈوبے،آپ ﷺ نے پتھر کو اشارہ فرمایا تو پتھر اپنی جگہ سے اکھڑا اور تیرتا ہوا آپ ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو گیا اور آپ کے رسول ہونے کی گواہی دی۔آپ نے فرمایا یہی کافی ہے یا اور کچھ ،تو اس نے کہا کہ اس کو واپس بھی لوٹاؤ۔آپ نے پتھر کو واپسی کا حکم دیا تو وہ اپنی جگہ واپس چلا گیا۔[26]سید نا ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یوں شرف بخشا کہ ان پر آگ سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو گئی۔ لیکن حضور ﷺ کے حق میں اس سے بھی بڑھ کر شرف عطا فرمایا۔حضرت محمد بن خاطب سے روایت ہے کہ میں بچہ تھا مجھ پر ابلتی ہوئی ہنڈیا گر گئی جس کی وجہ سے میرا تمام جسم جل گیا۔میری والدہ مجھے رسول اللہ کی خدمت میں لے گئیں اور عرض کیا بچے کا جسم جل گیا ہے،تو آپ نے میرے جسم پر لعاب دھن لگایا اور میرے سارے جسم پر ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی۔[أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ[27]]"اے مخلوق کے رب تکلیف کو دور فرما" آپؓ فرماتے ہیں کہ میں اس قدر صحت یاب ہوا کہ کوئی تکلیف باقی نہ رہی۔"3۔ سید نا موسیٰ کے لیے اللہ تعالیٰ نے زمین پر سمندر کو پھاڑ ڈالا، پتھر سے پانی کا چشمہ جاری فرمایا اور ان کے ہاتھوں میں عصا کو اژدھا بنا کر فضیلت بخشی، لیکن آپ ﷺ کے لیے آسمان پر چاند کو پھاڑ ڈالا۔یہاں آسمان اور زمین کا فرق بھی ذہن میں رہنا چاہئے۔حضور ﷺ کی مبارک انگلیوں سے چشمے جاری فرمائے۔آپ کو اس سے بھی بڑھ کر قرآن کریم عطا کر کے شرف بخشا گیا جس کا نور شرق سے غرب تک پھیلا ہوا ہے۔جب ابو جہل نے آپ ﷺ پر پتھر پھینکنے کی کوشش کی تو اس نے آپ ﷺ کے کندھوں پر

---

[23] المائدہ 48:5۔

[24] البقرۃ 31:2۔

[25] الاسراء 18:17۔

[26] الرازی، مفاتیح الغیب، 314:32۔

[27] الھیثمی، مجمع الزوائد، 5 : 117۔

دو اژدھا دیکھے، جس کی وجہ سے وہ مرعوب ہو کر بھاگ گیا۔ 4۔ سیدنا داؤد علیہ السلام کے ساتھ پہاڑوں کا تسبیح کرنا، ان کے لیے پرندوں کا جمع کیا جانا، لوہے کا ان کے ہاتھوں میں جاتے ہی نرم ہو جانا ثابت ہے جبکہ اس کے مقابلے میں ناں صرف آپ بلکہ آپ کے صحابہ کرام کے ہاتھوں میں پتھروں کا تسبیح پڑھنا بلکہ لیکن آپ کے مبارک ہاتھ کا سن یاس (عمر رسیدہ) بکری کے تھنوں کو لگنے سے دودھ سے بھر جانا اور آپ کی خدمت میں براق کا پیش کیا جانا ثابت ہے۔ 5۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردوں کو اسی جنس کے ساتھ زندہ کرنے کے معجزہ کا اعزاز بخشا گیا، جب کہ آپ کو ایک یہودی عورت کا بکری کا زہر آلود گوشت کھلانا اور لقمے کا بول کر آپ کو اطلاع دینا، آپ کا برص و جزام میں مبتلا حضرت معاذ بن غفرا کی اہلیہ کے جسم پر شاخ کا پھیرنا اور ان کا تندرست ہو جانا، غزوہ احد میں حضرت قتادہ کی آنکھ کا ڈھیلا باہر آ جانا اور آپ کا اس ڈھیلے کو اس کی جگہ پیوند فرما دینا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لوگوں کی گھروں کی خفیہ چیزوں کے بارے میں جان لینے کے جواب میں آپ کا اپنے چچا حضرت عباس کو اس خفیہ معاملے کی خبر دینا جو ام فضل کے پاس مکہ میں رکھ کر آئے تھے، جس پر حضرت عباس نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ 6۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ سورج کو پلٹایا، مگر رسول اللہؐ کے لیے یہی کام متعدد مرتبہ ہوا: " وَفَعَلَ ذَلِكَ أَيْضًا لِلرَّسُولِ حِينَ نَامَ وَرَأْسُهُ فِي حِجْرِ عَلِيٍّ فَانْتَبَهَ وَقَدْ غَرَبَتِ الشَّمْسُ، فَرَدَّهَا حَتَّى صَلَّى، وَرَدَّهَا مَرَّةً أُخْرَى لِعَلِيٍّ فَصَلَّى الْعَصْرَ فِي وَقْتِهِ"" ایک اس موقع پر جب آپ آرام فرما رہے تھے اور آپ کا سر اقدس حضرت علی کی گود میں تھا۔ بیدار ہوئے تو سورج ڈوب چکا تھا سورج لوٹایا گیا یہاں تک کہ آپ ے نماز ادا فرمائی۔ دوسری مرتبہ حضرت علی کے لیے سورج کو پلٹایا گیا اور انھوں نے عصر کی نماز اپنے وقت پر ادا کی۔"[28] حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک دن کے پہلے پہر میں ایک ماہ کی مسافت طے کر لینے کے جواب میں اللہ تعالیٰ کا حضور ﷺ کو ایک لمحے میں بیت المقدس لے جانا، جس طرح جنات حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع تھے اسی طرح وہ آپ کے بھی تابع ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو پرندوں کی بولیاں سکھائیں گئیں اور آپ کے لیے یہ اعزاز یوں ثابت ہے کہ ایک پرندہ اپنے بچوں کے بارے میں فریاد لے کر سرِ انور کے پاس آ کر پھڑ پھڑایا اور آپ سے گذارشات کیں۔ آپ نے پوچھا کہ کس نے اس کے بچوں کو تنگ کیا؟، ایک شخص نے عرض کیا میں نے آپ نے فرمایا کہ اس کے بچوں کو واپس کر دو اور بھیڑیے کا آپ کے ساتھ گفت گو کرنے کا واقعہ بہت ہی مشہور ہے۔

رسول اللہ کے دیگر فضائل و معجزات

آپ ﷺ اپنی سواری یعفور کو صحابہ کو بلوانے کے لیے بھیجا کرتے تھے۔ لوگوں نے اونٹ کے پاگل ہونے کی شکایت کی کہ ہم اس کو پکڑنے پر قادر نہیں آپ ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے۔ اس نے آپ کے سامنے سر جھکا دیا۔ حضرت معاذ کو آپ نے کسی علاقہ میں بھیجا جب وہ جنگل میں پہنچے تو شیر نے ان پر حملہ آور ہوا۔ انھوں نے شیر کو مخاطب

[28] الرازی، مفاتیح الغیب، 32:315۔

ہو کر فرمایا کہ میں رسول اللہ کا قاصد ہوں تو اس شیر نے سر جھکا دیا۔ یک اعرابی گوہ پکڑ کر لے آیا اور کہا جب تک یہ آپ ﷺ پر ایمان نہ لائے میں بھی آپ پر ایمان نہیں لاؤں گا۔ تو گوہ نے آپ کی رسالت کی گواہی دی اور اعلان کیا۔ آپ ہرنی کے کفیل بنے تاکہ شکاری اسے چھوڑدے اور وہ اپنے بچوں کو حسب وعدہ دودھ پلا کر واپس آجائے وہ گئی اور حسب وعدہ واپس لوٹ آئی۔ غارِ ثور میں سیدنا ابوبکر صدیق کے سانپ درپے ہوگیا اور کہنے لگا کہ میں اتنے سالوں سے آپ کے دیدار کا مشتاق ہوں اور آپ مجھے کیوں منع کرتے ہیں۔ تھوڑا سا کھانا، آپ ﷺ کی برکت سے خلق کثیر کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔ آپ کے معجزات حد تعداد سے بڑھ کر ہیں۔

فضائل النبی کے ضمن میں ربط بین السور کے التزام کا منفرد اسلوب

امام رازی رسول اللہ کے فضائل کے حوالہ سے ربط بین السور (ثلاثیات) کا منفرد اسلوب اپناتے ہوئے سورۃ الکوثر سے ماقبل (والضحی)، تک اور مابعد سورتوں میں سورۃ الکوثر کی تین آیات کی مناسبت سے مذکورہ بالا سور میں تین تین فضائل بیان کرتے ہیں۔ یہ سورت پہلی تمام سورتوں کا تتمہ اور مابعد سورتوں کے لیے اصل کا درجہ رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الضحیٰ کے شروع میں ایسی تین اشیاء کا ذکر کیا جن کا تعلق آپ کی نبوت سے ہے۔ پہلی آیت میں رب کے آپ کو نہ چھوڑنے اور نہ ناراض ہونے، دوسری آیت میں آپ کی آنے والی گھڑی کو پچھلی گھڑی سے بہتر بنانے اور تیسری آیت میں اللہ کی طرف سے آپ کو اتنا عطا کرنے کا ذکر ہے، جس سے آپ راضی ہو جائیں۔ پھر سورت کا اختتام پر آپ ﷺ کے ایسے تین احوال پر کیا گیا، جن کا تعلق دنیا سے ہے۔ یعنی (اور کیا تمھیں اس نے یتیم نہ پایا پھر جگہ دی اور تمھیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی اور تمہیں حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا)۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اَلَمْ نَشْرَحْ کی ابتدا میں آپ کو عطا فرمودہ تین مقامات (انشراح صدر، ارتفاع بوجھ اور رفعت ذکر) کا ذکر فرمایا۔ سورۃ التین میں تین مقاماتِ عالیہ، آپؐ کے شہر کی قسم، آپؐ کی امت کے لیے جہنم کی آزادی کی اطلاع اور امت کو حاصل ہونے والے بے حد ثواب کا ذکر فرمایا۔ سورۃ العلق میں بھی تین شانوں کا ذکر فرمایا۔ یعنی قرآن حق کو اپنے رب کے نام سے پڑھنے[29]، آپ ﷺ کے دشمن پر قہر وغضب کے نزول اور[30] بارگاہ صمدیت میں قربت خاصہ آپ کی شمولیت کا ذکر فرمایا۔ سورۃ القدر میں آپ کو شرف عطائے لیلۃ القد اور اس کے تین فضائل (ہزار مہینوں سے بہتر اور نزول ملائکہ و روح الامین اور طلوع فجر تک سلامتی کا ذکر کیا۔ اس کے بعد سورۃ البینۃ اور زلزال میں آپ کی امت کی فضیلت ثلاثہ (تمام امم سے افضل، ان کے لیے بطور جزا جنتیں اور اللہ کی رضا) کا ذکر ہے۔ سورۃ زلزال میں[31] میں زمین کی قیامت کے روز آپؐ کی امت کی اطاعت وعبادت کی گواہی، اس پر امت کے مسرور ہونے اور بطور انعام ثواب مغفرت کی عظیم نعمت کی عطا کا ذکر ہے۔ سورۃ

---

[29] العلق 18:96

[30] العلق 19:96

[31] زلزال 4:99

العٰدیٰت میں آپؐ کی امت کے غازیوں کے گھوڑوں کی قسم یاد فرما کر ان کی تین صفات (دوڑتے وقت سینے سے نکلتی ہوئی آوازیں، پتھروں پر سموں کے پڑنے سے نکلتی آگ اور صبح کے وقت حملہ آور ہونے) کا ذکر ہے۔ پھر سورۃ القارعۃ میں آپؐ کی امت کے بارے میں تین امور ایک {فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَت مَوَازِیْنُه}[32] ، دوسرا، امت بڑی اعلیٰ زندگی میں ہوگی اور تیسرا، اسکے دشمن جہنم کی آگ میں ہوں گے۔ سورۃ التکاثر میں آپؐ کے دین اور شریعت کے اعراض کرنے والوں پر تین طرح کے عذاب (انکا دوزخ کو دیکھنا، اس کا عین الیقین ہونا اور ہر نعمت کی بات پوچھ گچھ) کا ذکر کیا۔ سورۃ العصر میں امت کی تین عظمتوں (ایمان، اعمال صالحہ، مخلوق کی اعمال صالحہ کی طرف راہنمائی اور حق اور صبر کی تلقین) کا ذکر ہے۔ سورۃ الھمزۃ میں طعن اور طنز کرنے والے کی تین سزاؤں (دنیاوی نفع سے محرومی اور دائمی دوزخ کی وعید) کا ذکر ہے۔ سورۃ الفیل میں آپؐ کے دشمنوں کے مکروفریب اور سازشوں کا ذکر کرتے ہوئے تین طرح سے رد (انکی سازشوں کی ناکامی، ان پر ابابیل کا مسلط کیا جانا اور انکے ذریعے انکی تباہی و بربادی) کا ذکر کیا گیا ہے۔ سورۃ القریش میں آپؐ کے اسلاف پر تین وجوہات (تالیف قریش کے لیے جمع کرنا، بھوک پر کھانا دینا اور خوف سے امن دینے) کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے بعد سورۃ الماعون میں آپکے دین کی تکذیب کرنے والوں کے تین خصائل رزیلہ (انکی گھٹیا سوچ، یتیموں کو دھکے دینے کے ساتھ ساتھ مساکین کو کھانا دینے کی عدم ترغیب، نمازوں میں ریاکاری) کے ساتھ منافق کے بخل کو { یَدُعُّ الْیَتِیْمَ وَلَا یَحُضُّ عَلَی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ }[33] کی صورت میں بیان کرکے اس بخل کے مقابلے میں {اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ} فرمایا یعنی اے حبیب! بے شک ہم نے تمھیں بے شمار عطا فرمایا ہے۔ آپ بھی کثیر عطا فرمائیں اور بخل نہ کریں۔ مرض نفاق کی دوسری نشانی ترک نماز[34] کے جواب میں "فَصَلِّ" یعنی نماز میں ہمیشگی اختیار کرنے کے حکم کے ساتھ تیسری بڑی بیماری نماز میں ریاکاری کے ذکر[35] کا جواب "لِرَبِّکَ" کی صورت میں دیا یعنی اپنے رب کی رضا کی خاطر نماز ادا کرو نہ کہ لوگوں کو دکھانے کے لیے۔ آخر میں منافق کی چوتھی بڑی نشانی یعنی زکوٰۃ کی عدم ادائیگی کے ذکر کے مقابلہ میں "وَانْحَرْ" قربانیوں کے گوشت کا صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ اس خوبصورت مناسبت کے ساتھ سورت کا اختتام { اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَالْاَبْتَرُ}[36] کی صورت میں فرمایا یعنی وہ منافق جس میں وہ چار خصائل بد، موجود ہیں وہ مر جائے گا اور دنیا میں اسکا کوئی اثر، نشانی اور خبر باقی نہ رہے گی جبکہ آپؐ کی ذات گرامی کا معاملہ تو یہ ہے کہ دنیا میں آپؐ کا ذکر جمیل ہمیشہ باقی رہے گا اور آخرت میں ثواب عظیم۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان سورتوں میں

---

[32] القارعۃ 6:101

[33] الماعون 107:3-2

[34] الماعون 107:5

[35] الماعون 107:6

[36] الکوثر 108: 3

ان مقامات عظیمہ اور فضائل کریمہ کا بیان کر دیا تو پھر فرمایا {اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ }[37] یعنی ہم نے سابقہ سورتوں میں اس قدر کثیر بیان کردہ مناقب عطا فرمائے جن میں سے ہر ایک دنیا ومافیھا سے عظیم تر ہے۔ لہٰذا آپ اپنے رب کی عبادت میں مصروف رہیے اور اس کے بندوں کی بہتر سے بہتر راہنمائی فرماتے رہیے۔ اب عبادت رب فَصَلِّ لِرَبِّكَ کی صورت میں نفس کے ذریعے ہو گی وَانْحَرْ کے حوالہ سے مال کی صورت میں ہو گی۔

اعلائے کلمۃ الحق میں حائل مشکلات کا ازالہ

امام رازی فضائل النبی کے حوالے سے سورۃالکوثر میں کلامی انداز میں یہ اسلوب اختیار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دعوت حق کے جواب میں کفار و مشرکین کی طرف سے کی جانے والی ممکنہ مخالفت اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے خوف شدید کو تدبیر لطیف کے ساتھ زائل کرنے کا اہتمام فرمایا۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ لوگوں کے مذاہب اور ادیان پر تاسف وطعن ان کے ارواح اور اموال سے زیادہ اور دیگر طعنوں کی نسبت بغض و عداوت میں شدید تر ہوتا ہے۔ اسی لیے تمام اہل دنیا آپ کی مخالفت پر اتر آئے۔ تب اللہ تعالیٰ نے اس خوف شدید کو تدبیر لطیف کے ساتھ زائل کرنے کا یوں انتظام فرمایا کہ اس اعلان والی سورت سے پہلے اس سورت کو نازل فرما دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ {اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ } نے خوف کا ازالہ ان وجوہ سے کیا۔ اس ارشاد الٰہی میں دنیا کی خیر کثیر کی عطا کا ذکر اور یہ الفاظ دنیا وآخرت کی تمام خیرات پر مشتمل ہیں۔ کیونکہ جب تک آپ ﷺ مکہ میں رہے دنیا کی خیرات حاصل نہ ہوئیں اور اللہ تعالیٰ کے کلام میں وعدہ خلافی کا امکان نہیں تو حکمت الٰہی میں یہ تھا کہ آپ کے لیے یہ بشارت {وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ }[38] یعنی نہ ہی کسی سازش کے ذریعے آپ کو ناکام کر سکیں گے بلکہ کے لیے ہر آنے والا دن اضافہ اور قوت کا ہو گا۔ یعنی جس شخصیت کی حفاظت کی ضامن خود اللہ تعالیٰ ہو وہ کسی سے کیسے خوف رکھ سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ کا بلا واسطہ آپ سے گفت گو فرمانا، {وَكَلَّمَ اللّٰهُ موسىٰ تَكْلِيْماً }[39] کے قائم مقام بلکہ اس سے اعلیٰ ہے۔ کیونکہ مالک، جب براہ راست اپنے بندے کی تربیت اور احسان کی مکمل ذمہ داری اپنے ذمہ کرم پر لے لے تو یہ گفت گو کسی دوسرے حوالہ سے افضل واعلیٰ ہے۔ بلکہ یہ دل کو بہت زیادہ قوت عطا کرتی ہے اور نفس سے بزدلی کو زائل کر دیتی ہے۔

لغوی ترکیب میں فضیلت کا اسلوب

لغت کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ لفظ ''کوثر'' لغت میں ''فوعل'' کے وزن پر ہونے کی وجہ سے کثرت میں نہایت ہی مبالغہ پر دال ہوتا ہے۔ غبار جب کثیر اور بلند ہو تو اسے بھی کوثر کہا جاتا ہے۔ ارشاد گرامی { اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ } میں "اِنَّآ" سے اگر جمع مراد ہو تو یہ عطیہ ان میں سے ہے جس کی تحصیل کے لیے ملائکہ حضرت جبریل

---

[37] الکوثر 108: 1

[38] المائدہ 5:67۔

[39] النساء 4:164۔

، میکائیل اور سابقہ انبیاے کرام نے کوشش کی، جیسا کہ سیدنا ابراہیم نے اپنی قوم میں آپ کے مبعوث ہونے کی دعا {رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً مِنْهُمْ }[40] کی۔" سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے امت محمدیہ میں ہونے کی دعا {وَمَاكُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِ اِذْقَضَيْنَااِلیٰ موسیٰ الامْرَ}[41] کی ۔ سیدنا مسیح علیہ السلام نے {وَمُبَشّراً بِرَسُولٍ يَأْتِيْ مِن بَعْدِيْ اسْمُهُ اَحْمَدُ }[42] کی صورت میں آپ کی بشارت دی۔ اگر "اِنَّآ" سے تعظیم مراد ہو، تو پھر یہاں عظمت عطیہ کو واضح کرنا ہے کیونکہ عطا فرمانے والا آسمانوں اور زمین کا جبار ہے اور جسے عطا کیا گیا ہے اس کی طرف کاف خطاب سے اشارہ ہے اور عطیہ کا لفظ "کوثر" سے تعبیر کیا گیا ہے، جو کثرت میں مبالغہ ہے۔ جب الفاظ عطا کرنے والے ، عطا کئے جانے والے اور عطیہ کی عظمت پر دال ہیں تو پھر یہ نعمت کس قدر عظیم اور بڑی ہوگی ۔ {اَعْطَيْنٰكَ } کے ساتھ ایسا قرینہ بھی ذکر کیا کہ جو واضح کر رہا ہے کہ یہ عطیہ واپس نہیں لیا جائے گا۔

{ فَصَلِّ } کو بطور مبتداء لایا گیا جو تاکید کا فائدہ دیتا ہے کیونکہ جب کسی اسم کا ذکر ہو تو عقل محسوس کرتی ہے کہ اس کے بارے میں کوئی اطلاع دی جائے گی ۔ لہٰذا وہ اس کی معرفت کے لیے مشتاق ہو جاتا ہے۔ جب وعدہ ایسے امر عظیم کا ہو اور عظیم ضامن نے اسے اپنے ذمے لیا ہو تو اب شک کی گنجائش نہیں رہ جاتی۔ اس آیہ مبارکہ کا تعلق اسی قبیل سے ہے کیونکہ "کوثر "ایسی شئے ہے جو کم ہی دی جاتی ہے توجب لفظ "اِنَّآ" کو مقدم کردیا تو یہ شک کے ازالہ اور شبہ کو دور کرنے والا بن گیا۔ "اَعْطَيْنٰكَ" سے واضح ہوتا ہے کہ یہ عطا، ماضی میں حاصل ہو چکی ہے اور اس میں متعدد فوائد و نکات ہیں۔ یعنی جو ماضی میں ہمیشہ عزیز ہو اور اس کی ہر حاجت کو پورا کیا گیا ہو وہ ایسے مستقبل والے سے اشرف ہوتا ہے جیسا کہ آپ ﷺ کے فرمان [كنت نبياوآدم بين الماء والطين][43] میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کسی شخص کو سعادت مند، بد بخت، غنا، عطا کرنے اور محتاج کرنے کا فیصلہ اب کا نہیں بلکہ ازلی ہے۔ گویا فرمایا جارہا ہے کہ جب ہم نے آپ کے دخول وجود سے پہلے آپ کے لیے اسبابِ سعادت تیار و مہیا کر دیے تو اب آپ کے وجود اور اشتغال عبادت کے بعد آپ ﷺ کے معاملہ کو کیسے چھوڑ دیں گے۔ "اَعْطَيْنٰكَ" فرمایا تو واضح ہو گیا کہ یہ عطا کسی وصف، کسی علت و سبب کی بنا پر نہیں بلکہ محض کرم نوازی اور مشیت ایزدی ہے۔

تملیک "اعطا" و استحقاق "ایتا" اور فضیلت مصطفیٰ ﷺ

---

[40] البقرة 2:129۔

[41] القصص 28:44۔

[42] الصّف 61:6۔

[43] الرازی، مفاتیح الغیب، 32:311۔

امام رازی تملیک و استحقاق میں فرق کو فضیلت کے اسلوب کے باب میں بیان کرتے ہیں کہ "اَعْطَاءَ"تملیک کو لازم کرتی ہے اور ملک اختصاص کا سبب ہے۔ جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے {هَبْ لِيْ مُلْكًا}[44] کی صورت عرض کیا کہ مجھے ملک عطا فرما۔ تو اللہ رب العزت نے {هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ} کی صورت[45] میں جواب دیا۔ اسی وجہ سے لفظ کوثر کو حوض پر محمول کرنے والوں نے کہا کہ امت آپ کی مہمان ہو گی۔ لفظ "ایتاءَ"میں ملکیت کا تصور نہیں اسی وجہ سے قرآن پاک کے بارے میں "اتینک"لایا گیا کیونکہ حضور ﷺ اس میں سے کوئی شے بھی مخفی نہیں رکھ سکتے، جب کہ قرآن میں شرکت، علوم میں شرکت ہے، لیکن نہر میں شرکت اعیان میں شرکت ہے اور یہ عیب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر{اٰتَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ} نہیں فرمایا۔ اس کی ایک وجہ یہ کہ اس چیز کا عطا لازم تھا جو محض فضل تھا مگر لفظ "اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ "میں فضل کا غلبہ ہے۔ یعنی آپ پر خیرات کثیرہ مثلاً اسلام، قرآن، نبوت، دین و آخرت میں ذکر جمیل محض ہمارا فضل ولطف ہے اور ان میں سے کوئی چیز بھی بطور استحقاق و وجوب نہیں۔ اس میں ایک بشارت یہ ہے کہ جب کریم ذات بطور فضل تربیت فرماتی ہے تو وہ اسے ترک نہیں فرماتی بلکہ ہر روز اس میں اضافہ فرماتی ہے۔ دوسری بشارت یہ کہ جو چیز استحقاق کی وجہ سے حاصل ہو گی وہ اس کی مقدار کے برابر ہو گی جب بندے کا فعل متناہی ہے تو اس کی وجہ سے استحقاق بھی متناہی ہو گا۔ رہا فضل تو اس کا فضل بھی غیر متناہی ہو گا۔ جب ارشاد باری تعالیٰ "اَعْطَیْنٰکَ"استحقاق پر نہیں فضل پر دال ہے تو اس سے اس کے فضل کا دائمی اور بڑھتے رہنا بھی ثابت ہو جائے گا۔[46]

خلاصۂ بحث

فخر الدین الرازی نے قرآن حکیم کی متعدد سورتوں اور آیات کی تفسیر میں آپ ﷺ کے فضائل ذکر کیے ہیں، لیکن سورۃ الکوثر کے ضمن میں بہ طورِ خاص نقلی و عقلی دلائل سے ان کا اثبات کیا ہے۔ "کوثر" سے مراد لیا گیا ہے: سورۃ الکوثر ،جنت کی نہر، آپ ﷺ کی اولاد اطہار، علماے امت، نبوت، قرآن پاک، اسلام، متبعین اور امت کی کثرت، ذات مصطفیٰ میں پائے جانے والے فضائل کثیر، رفعتِ ذکر، علم محمود، خُلق حسن، مقام محمود، اور اللہ کی طرف سے حضور ﷺ کو عطا فرمودہ تمام نعمتیں۔ امام صاحب نے آیت کے روحانی پہلوؤں اور آپ ﷺ کے معجزات کی حوالے سے دیگر انبیا پر بالخصوص اور امت پر بالعموم فضیلت کا ذکر کیا ہے۔ تملیک ''اَعطا'' و استحقاق ''ایتا'' کے فرق کو فضیلت کے کلامی انداز میں بیان کیا ہے۔ ہر کافر نے حضور ﷺ کو مختلف الفاظ سے بُرا کہا کسی نے لاولد کہا، کسی نے کہا کہ ان کا ناصر کوئی نہیں، کسی نے کہا کہ ان کا ذکر باقی نہیں رہے گا، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ایسی مدح فرمائی کہ جس میں تمام فضائل داخل ہو گئے۔

---

[44] ص 38:35۔

[45] ص 38:39۔

[46] الرازی، مفاتیح الغیب، 32:312۔